بنگلہ دیش میں دینی بھائیوں کا باہمی خلفشار اوران کی خدمت میں چند گذارشات

محمد زید مظاہری ندوی
استاذ حدیث وفقہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

۲۷/ربیع الاول ۱۴۴۰ھ مطابق ۶/دسمبر ۲۰۱۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

بنگلہ دیش میں دینی بھائیوں کا باہمی خلفشار اور ان کی خدمت میں چند گذارشات

بنگلہ دیش میں دینی بھائیوں کا باہمی خلفشار اور ان کی خدمت میں چند گذارشات

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین محمد و علیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین. برحمتک یا ارحم الراحمین.

ایک نہایت افسوس ناک خبر

اخبارات، ٹی وی چینل، اور دیگر ذرائع ابلاغ (واٹس ایپ) وغیرہ کے ذریعہ سارے عالم میں یہ بات گشت کر رہی ہے کہ بنگلہ دیش میں ایک ہی جماعت کے دو گروپوں میں سخت باہم تصادم ہوا، ایک فریق نے دوسرے فریق پر منظّم سازش اور منصوبہ بندی کے تحت لاٹھی اور ڈنڈوں سے ایسی یلغار اور ایسا حملہ کیا کہ سینکڑوں کی تعداد میں اس بری طرح زخمی ہوئے کہ کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا پیر، پورا جسم زخمی ہوا، بہت سے زخمی بیہوش ہو کر گر پڑے اور پھر بھی ان پر لاٹھیاں برسائی گئیں، متعدد لوگوں کی موت ہوگئی، بعض افراد خون میں لت پت بے ہوشی کی حالت میں عمارت کے گوشہ اور غسل خانہ میں پائے گئے، اسپتالوں میں جو زیر علاج ہیں ان میں بعض کی حالت اتنی نازک ہے کہ وہ موت وحیات کی کشمکش میں سسکیاں لے رہے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بنگلہ دیش کی تاریخ میں دینی حلقہ میں غالباً اس سے پہلے کبھی ایسا حادثہ پیش نہیں آیا اس سخت ترین حادثہ سے زمین ہل گئی آسمان تھرا گیا عالم میں تہلکہ مچ گیا، انسانیت چیخ اٹھی اور قلوب دہل گئے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ ظالم ومظلوم مارنے اور مار کھانے والے سب ایک ہی جماعت یعنی تبلیغی جماعت سے منسلک ہیں، سب ڈاڑھی ٹوپی، کرتے پائجامے والے ہیں، اور جن کے ساتھ ظلم وبربریت کا یہ برتاؤ کیا گیا وہ طبقہ ہے جن کو ہم اصحاب علم وفضل علماء وطلباء کہتے ہیں، جو بلا شبہ نبی کے جانشین اور حاملین علوم نبوت ہیں، ہائے افسوس! ان حاملین علوم نبوت اور نائبین رسول علماء وطلباء کے ساتھ ایسا اہانت آمیز سلوک اور ایسا ظلم وبربریت کہ جن کی تصویروں کو دیکھ کر رونگٹے کھڑے ہو جائیں اور شریف آدمی تاب نہ لا سکے۔

دو گروہوں میں اختلاف کے وقت اتحاد واتفاق کرانے کا حکم

ظالم کون اور مظلوم کون؟ حق و ناحق پر ہونے، مجرم اور قصوروار ہونے نہ ہونے کا فیصلہ تو بارگاہِ خداوندی میں قیامت کے روز ہوگا، دونوں گروپوں میں جو بھی ظالم ہو یا مظلوم اس سے قطع نظر آپسی انتشار واختلاف اور تزاحم وتصادم کے وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم یہی دیا ہے کہ ایمان والوں کے دو گروہوں میں اگر اختلاف ہو جائے تو دوسروں کو چاہئے ان میں صلح وصفائی اور اتحاد واتفاق کی کوشش کریں، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

”وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا“ (سورہ حجرات پارہ ۲۶)

(ترجمہ) اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ظالم ومظلوم دونوں فریق کے ساتھ ہمدردی وخیرخواہی اور ان کی مدد کرنے کا حکم دیا ہے، آپ کا فرمان ہے: ”اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا ......الخ“ (رواہ البخاری والترمذی، جمع الفوائد حدیث نمبر ۶۴۲۴)

یعنی ظالم اور مظلوم دونوں کی مدد کرو، مظلوم کی مدد تو ظاہر ہے ظالم کے ساتھ ہمدردی و خیر خواہی اور اس کی مدد یہی ہے کہ اس کو ظلم سے باز رکھنے کی کوشش کی جائے اور اس ظلم کی وجہ سے پیش آنے والے دینی و دنیوی نقصانات سے بھی اس کو بچانے کی کوشش کی جائے، اور جس جرم کا ارتکاب کیا جاچکا ہے اس سے خلاصی وتلافی کی اس کو راہ دکھلائی جائے، ظلم وزیادتی کا خاتمہ کرکے باہم صلح وصفائی کرادی جائے، یہ حدیث پاک کا مفہوم ہے، چنانچہ اسی جذبہ سے ایسے نازک وقت میں اپنے بنگلہ دیشی دینی وایمانی بھائیوں کی خدمت میں چند گذارشات پیش کی جاتی ہیں، اگر درست ومناسب اور مفید ہیں تو من جانب اللہ اور اگر نامناسب اور غیر مفید ہوں تو اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''كُلُّ ابْنِ آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ'' (ترمذی شریف حدیث ۲۴۹۹)
مطلب یہ کہ کوتاہیاں اور زیادتیاں تو سبھی سے ہوتی ہیں لیکن بہتر خطاوار وہ ہیں جو اپنی خطا اور غلطی کو محسوس کرکے بارگاہِ خداوندی میں نادم ہوکر توبہ کرلیں۔

بلاشبہ نائبین رسول علماء وطلباء کے ساتھ ایسا ظلم وزیادتی اور ایسی زدوکوب کہ جس سے جسم لہولہان اور زخمی ہوجائے بہت ہی سنگین جرم ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا:

''إِذَا ضَرَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَّقِ الْوَجْهَ'' (رواہ ابوداوٗد مشکوۃ شریف ص ۳۱۶ باب التعزیر)

یعنی ضرورت کے وقت اگر کسی کو مارنا بھی ہو تو چہرے پر مت مارو

نیز ایک حدیث پاک میں آپ نے جانوروں تک کے چہرہ کو مارنے سے منع فرمایا۔

''نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الضرب في الوجه وعن الوسم في الوجه''

(ابن حبان باب النهي عن ضرب الحيوان في وجهه حدیث ۲۱۱۶، مسلم شریف، ص ۲۰۲ جلد ۲)

پھر اشرف المخلوقات یعنی انسانوں کے محترم چہروں کو لاٹھی اور ڈنڈوں سے مار مار کر زخمی کرکے بگاڑ دینا اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں کس قدر سنگین جرم ہوگا۔

علماء کی تکریم وتعظیم ہمارے بنیادی اصولوں میں سے ہے

اس نوع کی یہ ساری حرکتیں ہمارے دعوتی اصول اور ہمارے تبلیغی اکابر کی ہدایات کے بھی تو خلاف ہیں، کیونکہ ہمارے تبلیغی مراکز اور بڑے اجتماعات میں عمومی بیانات میں اکابر کی طرف سے بار بار یہ ہدایات کی جاتی ہے کہ:

''علماء کی تکریم وتعظیم کو لازم پکڑلو، ان کی خدمت کو سعادت سمجھو، ان کی زیارت اور محبت بھری نگاہوں سے ان کو دیکھنے کو عبادت تصور کرو، علماء ومشائخ کی بے وقعتی وبے حرمتی اور گستاخی سے تمہاری اولاد، تمہاری ذریت اور نسل علم دین سے محروم کردی جائے گی، تمہارے خاندان میں کوئی حافظ وقاری اور عالمِ دین پیدا نہ ہوگا''۔

علماء کی تکریم وتعظیم سے متعلق حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے چند ارشادات

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے ارشاد فرمایا:

(۱) ہمارے طریقۂ تبلیغ میں عزت مسلم اور احترام علماء بنیادی چیز ہے، ہر مسلمان کی بوجہ اسلام کے عزت کرنا چاہئے اور علماء کا بوجہ علم دین کے بہت احترام کرنا چاہئے۔ (ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۵۷ ملفوظ نمبر ۵۴)

(۲) **فرمایا:** جب تک علاقہ (یعنی خصوصی تعلق) نائبانِ رسول (یعنی علماء کرام) سے نہ ہوگا گویا اس نے رسالت کا اقرار نہیں کیا، (علماء سے ربط رکھنا ضروری ہے) ورنہ وہ شخص شیطان کے پنجہ میں آجائے گا۔ (ارشادات ومکتوبات حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۸۷)

(۳)**فرمایا**: بعض اہل علم کی خدمت میں حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے تحریر فرمایا:

"جناب عالی جیسے مخلص اہل سے ناراضگی تو اپنے لئے انتہائی خسران (ناکامی) ہے، اور اس کا تصور بھی اپنے لئے حد سے زیادہ گناہ ہے۔ جناب کی طرف سے کوئی بھی بات تکدر کی بھی تصور میں نہیں آئی اور کیسے آئے؟ آپ حضرات اہل علم کی محبت ہم پر فرض ہے، آپ کے حقوق پہچاننا اور عظمت واحترام اور آپ کے ساتھ تعلق اپنے لئے ذریعۂ نجات ہے"۔ (ارشادات ومکتوبات حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۱۱۹)

(۴)**فرمایا**: ایک عامی مسلمان کی طرف سے بھی بلاوجہ بدگمانی ہلاکت میں ڈالنے والی ہے، اور علماء پر اعتراض تو بہت سخت چیز ہے۔

(ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۵۶ ملفوظ نمبر ۵۴)

(۵)**فرمایا**: دین کی نعمت جن وسائط سے ہم تک پہنچی ان کا شکر واعتراف اور ان کی محبت نہ کرنا محرومی ہے،"**من لم یشکر الناس لم یشکر الله**" یعنی جس نے اپنے محسن لوگوں کا شکر ادا نہیں کیا، اس نے اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کیا، محسنین کا شکر ادا کیے بغیر اللہ کا شکر ادا نہیں ہوسکتا۔

(ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۱۲۳ ملفوظ نمبر ۱۴۸)

(۶)**فرمایا**: اپنے بڑوں سے (یعنی اہل علم سے) دین قدر کے ساتھ لو، اور اس قدر کا مقتضیٰ یہ بھی ہے کہ ان کو اپنا بہت بڑا محسن سمجھو اور پوری طرح ان کی تعظیم وتوقیر کرو، یہی منشا ہے اس حدیث کا جس میں فرمایا گیا ہے:"**من لم یشکر الناس لم یشکر الله**"

جس نے اپنے محسن آدمیوں کا شکر ادا نہ کیا اس نے اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کیا (ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۱۱۹ ملفوظ نمبر ۱۴۲)

(۷)**فرمایا**: مسلمانوں کے تین طبقے ہیں۔(۱) پسماندہ (یعنی غرباء) (۲) اہل وقار (۳) علماء دین، ان سب کے ساتھ جو معاملہ ہونا چاہئے اس کو یہ حدیث جامع ہے۔"**من لم یرحم صغیرنا ولم یؤقر کبیرنا ولم یبجّل عالمنا فلیس منا**" (رواہ ابوداؤد ومسند احمد)

یعنی جو شخص ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے، بڑوں کی توقیر وتعظیم نہ کرے، ہمارے علماء کی تکریم وتعظیم نہ کرے اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں، وہ ہمارے طریقے پر نہیں۔ (ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۱۱۲ ملفوظ نمبر ۱۳۵)

یہ ہدایات اور تنبیہات ہمارے تبلیغی اکابر کی طرف سے بار بار کی جاتی ہیں، اکابر تبلیغ نے علماء کے تعلق سے جو باتیں بیان فرمائی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی امت کو اسی نوع کی ہدایتیں فرمائی ہیں، چند حدیثیں ملاحظہ ہوں:

علماء کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات

(۱) ایک حدیث پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"**مَنْ لَّمْ یُبَجِّلْ عَالِمَنَا فَلَیْسَ مِنَّا**" (ابوداؤد ومسند احمد)

جو ہمارے علماء کی تکریم وتعظیم نہ کرے اس سے ہم بے تعلق ہیں، وہ ہمارا نہیں ہم اس کے نہیں۔

(۲) ایک حدیث پاک میں آپ نے ارشاد فرمایا: پانچ چیزیں عبادت ہیں ان میں سے ایک عالم دین کو محبت بھری نگاہ سے دیکھنا بھی ہے۔

"**خمس من العبادة .... والنظر إلى وجه العالم**" (عن أبي هريرة، الجامع الصغير للسيوطي حديث نمبر ۳۹۶۶)

(۳) ایک حدیث پاک میں آپ نے ارشاد فرمایا: کہ ایک فقیہ عالم دین ہزار شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔

"**فقيه واحد أشد على الشيطان من ألف عابد**" (مشکوۃ شریف کتاب العلم)

(۴) ایک حدیث پاک میں آپؐ نے ارشاد فرمایا: عالم کی موت ایسی ہے جیسے ستارے کا غروب ہو جانا، ایک عالم کی موت سے امت کو اتنا بڑا خسارہ اور ایسا خلاء ہوتا ہے کہ اس کا پُر ہونا دشوار ہوتا ہے، عالم کی موت کے مقابلہ میں قبیلہ کا مرجانا آسان ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"**موت العالم مصيبة لا تجبر ، وثلمة لا تسدّ وهو نجم طمس ، وموت قبيلة أيسر من موت عالم**"

(رواہ الطبرانی مجمع الزوائد ۱۲۲ جلد ۱)

(۵) ایک حدیث پاک میں آپ نے پوری امت کو حکم دیا:

"أکرموا العلماء فإنهم ورثة الأنبياء ، فمن أكرمهم فقد أكرم الله ورسوله "(عن جابر الجامع الصغیر للسیوطی حدیث نمبر ۱۴۲۸)

ترجمہ: علماء کی تکریم وتعظیم کرو کیونکہ وہ نبیوں کے وارث اور جانشین ہیں، جس نے ان کی تکریم وتعظیم کی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی تکریم وتعظیم کی۔

(۶) ایک حدیث پاک میں آپ نے ارشاد فرمایا:"أقيلوا ذوى الهيئات عثراتهم " (رواہ احمد، الجامع الصغیر للسیوطی ص ۱۳۶۳)

یعنی میری امت کے باعزت لوگوں کی لغزشوں اور خطاؤں کو درگزر کر دیا کرو۔

(۷) ایک حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"أكرموا حملة القرآن فمن أكرمهم فقد أكرمنی "

(عن ابن عمر، الجامع الصغیر للسیوطی حدیث نمبر ۱۴۲۰)

مطلب یہ کہ حاملین قرآن (یعنی حفاظ وقرّاء اور علماء) کی تکریم وتعظیم کرو جس نے ان کی تکریم وتعظیم کی اس نے میری تکریم وتعظیم کی۔

(۸) ایک حدیث پاک میں آپ نے ارشاد فرمایا:

"حامل القرآن حامل رأية الإسلام ، من أكرمه فقد أكرم الله ومن أهانه فعليه لعنة الله"(الجامع الصغیر للسیوطی حدیث نمبر ۳۶۶۰)

مطلب یہ کہ حامل قرآن (یعنی حفاظ وقراء اور علماء) اسلام کا جھنڈا اٹھانے والے ہیں جس نے ان کی تکریم وتعظیم کی اس نے اللہ کی تکریم وتعظیم کی اور جس نے ان کے ساتھ اہانت آمیز سلوک کیا اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، یہ نبی کی بددعا ہے۔

(۹) ایک حدیث پاک میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ حاملین قرآن (یعنی حفاظ، قرّاء وعلماء) اور بوڑھے مسلمانوں کی تعظیم کرنا اللہ کی تعظیم میں شامل ہے، (یعنی جس نے حاملین قرآن اور بوڑھوں کی تعظیم کی اس نے اللہ کی تعظیم کی، اور جس نے ان کی بے حرمتی کی اس نے اللہ کی بے حرمتی کی)

" إن من اجلال الله إكرام ذى الشيبة المسلم، وحامل القرآن الخ (رواہ ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی تنزل الناس منازلهم حدیث ۴۸۴۳)

(۱۰) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ نے فضائل تبلیغ میں ترغیب اور طبرانی کے حوالہ سے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عالم کو خفیف (یعنی ہلکا اور حقیر) سمجھنے والا منافق ہی ہوسکتا ہے۔ (الترغیب عن الطبرانی)

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ آگے تحریر فرماتے ہیں:

بعض روایات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ تین چیزوں کا خوف ہے، (ان میں سے) ایک یہ ہے کہ علماء کی حق تلفی کی جائے اور ان کے ساتھ لاپروائی کا معاملہ کیا جائے، ترغیب میں اس حدیث کو بروایت طبرانی ذکر کیا ہے۔

(فضائل تبلیغ فصل سادس ص ۶۲۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ اتنے واضح ارشادات ہیں جن سے ہر شخص اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ ایک حافظ وقاری اور عالم دین ومفتی کی کیا قدر وقیمت ہے، آپ کے فرمان کی روشنی میں ایک عالم کی موت ایک قبیلہ وخاندان کی موت سے بڑھ کر ہے، اور ان کی موت سے امت کو جو خسارہ ہوگا اس کا پُر ہونا بھی مشکل ہے، پھر ان نائبین رسول پر ایسا ظلم وزیادتی اور ایسی درندگی وبربریت جس سے زمین چیخ اٹھے، آسمان تھرا جائے، قیامت کے دن ہم اللہ کے نبی کو کیا منہ دکھائیں گے، اللہ کے نبی فرمائیں گے کہ جن علماء کی تکریم وتعظیم کا ہم نے حکم دیا تھا تم نے ان کے ساتھ یہ ذلت آمیز سلوک کیا اور اس بری طرح ظلم وزیادتی سے پیش آئے؟

ان زخمیوں اور مظلوموں میں بڑی تعداد طلبۂ علم کی بھی ہے جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحۃً ارشاد فرمایا ہے کہ طلبۂ علم تو اللہ کے راستے میں ہوتے ہیں " من خرج فی طلب العلم فهو فی سبيل الله حتى يرجع " (مشکوٰۃ شریف کتاب العلم)

ان مظلوموں میں بڑی تعداد نوجوان طلباء کی بھی ہے جن کے بارے میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن سات آدمی عرش کے سایہ کے نیچے ہوں گے جن کا اللہ تعالیٰ اکرام کرے گا ان میں وہ نوجوان بھی ہوں گے جن کی جوانی اللہ کی عبادت میں گزری ہو "شابّ نشأ فی عبادة الله " (مسلم شریف)

ان میں علماء اور ایسے عمر رسیدہ سفید بالوں والے بھی تھے جن کے متعلق حدیثوں میں آیا ہے کہ سفید ڈاڑھی والے جب اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلا کر دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے شرم کرتا ہے، اور ان کی دعا کو قبول کر لیتا ہے اور ان کی مغفرت فرما دیتا ہے۔

لیکن ہائے افسوس! کہ ہمارا نفس اور شیطان ہم پر اس درجہ غالب آ گیا کہ ہم کو کچھ بھی نہ یاد رہا کہ ہم نے نبی کے ایسے وارثوں اور جانشینوں یعنی علماء وطلباء پر لاٹھیاں مار مار کر ان کو موت کے گھاٹ اتار دیا، کہ ان میں کا ایک فرد ہزاروں کے برابر بلکہ ان سے بھی بڑھ کر تھا، ان کو مارنا اور ان کی توہین وتذلیل کرنا ایک بڑے قبیلہ کو مارنے سے بھی زیادہ سنگین ہے، افسوس ہائے ہماری بدنصیبی! کیا ہم اپنے تبلیغی اکابر کی یہ ہدایت اور نصیحت بھی بھول گئے کہ: علماء کو محبت بھری نگاہ سے دیکھنے کو بھی عبادت تصور کرو، ان کی شان میں گستاخی کرنے سے تمہاری نسل علم دین سے محروم کر دی جائے گی، افسوس! ایسی ظالمانہ حرکت کے نتیجہ میں ہم نے اپنا دین ودنیا دونوں برباد کر دیا، اپنے نقصان کے ساتھ ہم نے اپنی آنے والی ذریت و نسل کو بھی برباد کر دیا، ان کو بھی علم دین سے محروم کر دیا۔

باشندگان بنگلہ دیش سے گذارش

ہم تمام باشندگان بنگلہ دیش سے عاجزانہ گذارش کرتے ہیں کہ خدارا آپ اپنے علماء ومشائخ اور اصحاب مدارس سے بدگمان نہ ہوں، وہ کل بھی آپ کے ہمدرد وخیر خواہ تھے اور آج بھی ہیں، اور انشاء اللہ آئندہ بھی رہیں گے، البتہ ہماری طرف سے ان کی شان میں جو گستاخیاں، ظلم و زیادتیاں ہوئی ہیں ہم کو جلد از جلد اس کے تدارک کی فکر کرنا چاہئے، اور ان سے معافی تلافی کر کے اللہ کو راضی کر لینا چاہئے، ایسا نہ کرنے کی صورت میں سخت خطرہ ہے کہ ان علمائے ربانیین اور نبی کے جانشین کے ساتھ ظلم وزیادتی کے نتیجہ میں ہم پر اللہ کی طرف سے کوئی آفت ومصیبت نازل نہ ہو جائے، کیونکہ یہ یقینی بات ہے کہ اس حادثہ فاجعہ میں بڑی تعداد میں علماء وطلباء سخت مجروح اور مظلوم ہوئے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو مخاطب بنا کر فرمایا تھا: "اتق دعوة المظلوم فإنها ليس بينها وبين الله حجاب ، وفی رواية وان كان كافرا "

(ترمذی شریف ابواب الزکوٰۃ حدیث نمبر ۶۲۱ تحفۃ الأحوذی ص ۲۰۸ جلد ۳)

مطلب یہ کہ مظلوم کی بد دعا سے بچنا کیونکہ مظلوم اور اس کی بد دعا کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا یعنی وہ بد دعا لگ کر ہی رہتی ہے اور ظالم ہلاک وبرباد ہو کر ہی رہتا ہے۔

ایک حدیث پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ بعض اللہ کے بندے اتنے مقبول ومحبوب ہوتے ہیں کہ اگر قسم کھا کر کوئی بات کہہ دیں تو اللہ تعالیٰ اس کو پورا ہی کر دیتا ہے۔

"إن من عباد الله من لو أقسم على الله لابرّه " (متفق علیہ مشکوٰۃ شریف ص ۳۰۰)

مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ اروی بنت اویس نامی عورت نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ الزام وتہمت لگا کر ظلم کیا تھا کہ انہوں نے میری زمین دبالی ہے (قصہ طویل ہے) انہوں نے اس کو بد دعا دی کہ اے اللہ اس کو اندھا کر دے اور اس کی قبر کو اس کے گھر کے گڑھے میں بنادے، چنانچہ ایک ماہ بھی نہ گزرا تھا کہ وہ اندھی ہوگئی اور گھر کے ایک گڑھے میں گر کر مری اور وہی گڑھا اس کی قبر بن گیا۔

" أن أروى بنت أويس ادعت على سعيدبن زيد أنه أخذ شيئا من أرضها .... فقال: اللهم إن كانت كاذبة فعم بصرها واقتلها في أرضها، قال: فما ماتت حتى ذهب بصرها، ثم بين هي تمشي في أرضها إذ وقعت في حفرة فماتت"

(مسلم شریف حدیث: ۴۱۱۰ باب تحريم الظلم وغصب الأرض وغيرها فتح الملهم ص۴۲۶ ج ۷)

یہ بے چارے مظلومین جو اسپتالوں میں زخمی پڑے ہوئے ہیں سب مظلوم ہیں ان کے ظالموں کو ان کی بد دعا سے بہت ڈرنا چاہئے اور جن مظلومین نے ظالموں کے ظلم وستم کی تاب نہ لاکر دم توڑ دیا اس کا فیصلہ تو اللہ تعالیٰ ہی کے دربار میں ہوگا۔

کسی مومن کو قتل کرنے پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی اور سخت عذاب کی خبر

مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ صحابیٔ رسول حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جہاد کے موقع پر ایک ایسے شخص کو قتل کر دیا جس نے بڑی تعداد میں صحابہ کرام کو شہید کیا تھا، حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ موقع کی تاک میں رہے جیسے ہی موقع ملا انہوں نے اس پر وار کیا، اس نے فوراً کلمہ پڑھ لیا، لیکن انہوں نے اپنے اجتہاد سے ان کو قتل ہی کر ڈالا اس خیال سے کہ وہ محض جان بچانے کے لئے کلمہ پڑھ رہا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کا علم ہوا تو آپ سخت ناراض ہوئے اور بار بار آپ حضرت اسامہ سے یہ ارشاد فرماتے تھے کہ کل قیامت کے روز تم کیا جواب دو گے جب وہ کلمہ پڑھتا ہوا تمہارے سامنے آئے گا؟ حالانکہ حضرت اسامہ کا قتل کرنا اجتہادی خطا پر مبنی تھا اس کے بعد بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تم نے ایک کلمہ گو کو قتل کر دیا، وہ برابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعائے مغفرت کی درخواست کرتے رہے، اور آپ برابر یہی فرماتے رہے کہ تم قیامت کے دن کیا جواب دو گے جب وہ کلمہ پڑھتا ہوا آئے گا۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"أن النبي صلى الله عليه وسلم دعا أسامة فسأله : لم قتلته ؟ إلى أن قال ، فكيف تصنع بلا إله إلا الله إذاجاء ت يوم القيامة "

(مسلم شریف حدیث نمبر ۲۷۳، فتح الملہم ص ۹۴ جلد ۲)

اس تازہ حادثہ فاجعہ میں کس بری طرح ظلم وبربریت کے ساتھ لاٹھی اور ڈنڈوں سے مار مار کر بعض اللہ کے نیک بندوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا، اندازہ لگایئے کس طرح تڑپ تڑپ کر ان کی جان نکلی ہوگی اور کتنے لوگوں کے ہاتھ پیر توڑ کر ان کے پورے جسم کو زخمی کر دیا گیا، ان ظالموں کو ذرا بھی ترس نہ آیا، حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو خطائے اجتہادی سے صرف ایک ایسے شخص کو قتل کر دیا تھا جس نے متعدد صحابہ کو شہید کیا تھا اور جس نے ایک وقت کی بھی نماز نہ پڑھی تھی بلکہ صرف کلمہ گو ہوا تھا لیکن آپ نے فرمایا کل جب وہ کلمہ پڑھتا ہوا آئے گا تو تم کیا جواب دو گے؟ یہ بیچارے دین دار صوم وصلاۃ کے پابند مظلوم ومقتول جب کل قیامت کے دن خون میں لت پت آئیں گے تو یہ ظلم کرنے والے اپنے رب کو کیا جواب دیں گے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **"وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَأَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا "**

(سورہ نساء آیت نمبر ۹۳ پارہ ۵)

ترجمہ: اور جو شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اللہ اس پر غضب نازل کرے گا اور لعنت بھیجے گا، اور اللہ نے اس کے لئے زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے۔

ایک حدیث پاک میں آپ نے ارشاد فرمایا: ”لا تقتتلن بعدی فإنی مکاثر بکم الأمم“ (مسند احمد ص ۳۵۱ جلد ۴)

یعنی میرے بعد ایک دوسرے کو قتل مت کرنا کیوں کہ میں اپنی امت کی زیادتی سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔

اس حدیث کے تحت شراح فرماتے ہیں کہ چوں کہ کسی ایک امتی کے قتل کرنے سے بھی اس کی نسل ختم ہوجاتی ہے، جس کے نتیجہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں بھی کمی ہوجائے گی اس لئے آپ نے اس سے منع فرمایا۔ (تحفۃ الأحوذی ص ۳۱ جلد ۱)

ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر یعنی زندگی کے آخری ایام میں آپ نے ارشاد فرمایا:

”لا ترجعوا بعدی کفاراً یضرب بعضکم رقاب بعض“ (مسلم شریف حدیث نمبر ۲۲۰، فتح الملہم ص ۳۶ جلد ۲)

میرے بعد کافروں کی طرح ایک دوسرے کی گردنیں مت مارنا یعنی ایسا لڑائی جھگڑا مت کرنا جس کے نتیجہ میں قتال کی نوبت آجائے،

نمازیوں کو بلاقصور مارنے اور ان کو برا بھلا کہنے کی ممانعت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنی امت کو یہاں تک ہدایت دی تھی کہ نمازیوں کو مت مارنا، ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خدمت کے لئے غلام طلب کیا، آپ نے ان کو ایک غلام عطا فرمایا اور ہدایت کی کہ اس کو مارنا مت، کیوں کہ خیبر سے واپسی پر میں نے اس کو نماز پڑھتے دیکھا ہے، اور مجھ کو نمازیوں کے مارنے سے منع کیا گیا ہے۔

”قال علی یا رسول اللہ أخدمنا ،قال خذ أیہما شئت ، قال خرلی ، قال خذ ھذا و لا تضربہ فإنی رأیتہ یصلی مقفلنا من خیبر و أنی قدنہیت عن ضرب أھل الصّلاۃ“ (رواہ احمد والطبرانی، مجمع الزوائد ص ۴۳۳ جلد ۴)

اور ایک حدیث میں آپ نے یہاں تک ارشاد فرمایا کہ مرغ کو برا بھلا مت کہو کیونکہ یہ لوگوں کو نماز کے لئے جگاتا ہے، آپ کا فرمان ہے:

”لا تسبّوا الدّیک فإنہ یوقظ للصلاۃ“ (رواہ ابوداؤد، جمع الفوائد حدیث نمبر ۲۶۵۲)

انتہائی افسوس کا مقام

افسوس صد افسوس کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بات کا لحاظ نہ کیا، ہم نے نمازیوں کو، دینداروں کو، عمر رسیدہ اور سفید ڈاڑھی والوں کو، نیک صالح نوجوانوں کو بری طرح مار مار کر زخمی کر ڈالا، کہاں گیا ہمارا ایمان اور کہاں گئی ہماری ایمانی غیرت؟ ہائے افسوس! ایسی ظالمانہ اور سفاکانہ حرکت کے ذریعہ ہم نے دین اسلام اور دعوت وتبلیغ کو اور پوری تبلیغی جماعت کو بدنام کردیا، اور اپنے ملک بنگلہ دیش کو بھی داغدار کر ڈالا، اللہ تعالیٰ نے تو ایمان والوں کی شان یہ بیان کی تھی ”أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ، أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ“ کہ وہ اپنے ایمانی بھائیوں کے لئے بڑے نرم اور ہمدرد ہوتے ہیں، ان کے سامنے نہایت تواضع سے بچھ جاتے ہیں، البتہ دشمنانِ اسلام اور کفار کے مقابلہ میں سخت اور غالب ہوتے ہیں، ان کے مقابلہ میں اپنی قوت اور سختی دکھلاتے ہیں لیکن ہائے افسوس! ہم نے اپنی طاقت وغلبہ اور ظلم وستم کا نشانہ اللہ کے نیک بندوں اور اپنے ایمانی بھائیوں اور طلباء وعلماء کی جماعت کو بنایا۔

ہائے افسوس! لاٹھیوں اور ڈنڈوں سے مارتے وقت ہم کو ان پر ذرا بھی رحم نہ آیا، وہ نوعمر طلبۂ علم فریاد کرتے رہے، رحم وکرم کی بھیک مانگتے رہے، پر ہم کو ان پر ذرا بھی ترس نہ آیا اور ہم نے ڈنڈوں سے مار کر زخمی کر کے ان کا خون بہا ڈالا، کہاں گئے ہمارے ایمانی اوصاف اور کہاں گئی ہماری ایمانی غیرت؟ کیا یہی ایمان ویقین کی محنت ہے؟ اکرام مسلم تو ہمارے بنیادی اصولوں میں سے ہیں، کیا اس کے یہی تقاضے ہیں؟ دعوت وتبلیغ کی پوری تاریخ میں ایسا حادثہ نہیں ملے گا کہ داعیوں اور ایمان کی محنت کرنے والوں نے اپنے ہی دینی وایمانی بھائی اور دعوتی ساتھیوں کو اس طرح بے دردی سے مار مار کر ظلم وستم ڈھایا ہو۔

بڑوں اور سرپرستوں کی طرف سے اس ظلم کی قباحت اور ظالموں سے برأت و بے تعلقی کا اظہار ضروری ہے

دعوت وتبلیغ کا بنیادی کام دعوت الی اللہ کے ساتھ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنا ہے، لیکن ایسا شدید منکر اور ایسا ظلم وستم جو کھلم کھلا کیا جائے لیکن بروقت یا بعد میں کوئی اس پر روک ٹوک اور دارو گیر نہ ہو، اس ظلم وجور پر کوئی نکیر نہ ہو، اور ایسے مجرموں اور ظالموں کے لئے ان کے سرپرستوں اور ان کے بڑوں کی طرف سے کوئی تنبیہ وتہدید، زجر وتوبیخ اور سرزنش نہ ہو اور اس ظلم وستم ڈھانے والوں کے ظلم وستم سے برأت کا اعلان بھی نہ ہو، تو یہ ان کے بڑوں اور سرپرستوں کے لئے سخت افسوس کا مقام ہے کہ انہوں نے ایسے ظالموں اور مجرموں کے جرم وظلم سے برأت کا اور ایسے ظالموں سے دعوت وتبلیغ کے کام سے علیحدگی و بے تعلقی کا اعلان کیوں نہیں کیا؟ نعوذ باللہ کیا ایسے ظلم وبربریت سے ہم مطمئن اور خوش ہیں؟ اگر نہیں تو پھر سکوت کیوں؟ جب کہ وہ سب بھی دعوت وتبلیغ سے وابستہ ہیں، ذمہ دار حضرات کو ذمہ دار ہونے کی حیثیت سے دعوت وتبلیغ سے منسلک افراد کی ایسی ظالمانہ حرکتوں سے اور خود ان سے بھی اعلان برأت اور اس جرم کی مذمت کرنا ضروری تھا تاکہ یہ کام بدنام نہ ہو، ہماری خاموشی وسکوت تو رضا کی علامت سمجھی جائے گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی جگہ کوئی منکر ہو، گو ہم وہاں پر موجود نہ ہوں لیکن اس منکر سے ہم مطمئن اور خوش ہوں تو اس موقع سے غائب ہونے کے باوجود اللہ کی نگاہ میں ہم اس ظلم وجرم میں شریک سمجھیں جائیں گے۔ آپ کا فرمان ہے:

''إذا عملت الخطيئة في الأرض، من شهدها فكرهها كان كمن غاب عنها، ومن غاب عنها فرضيها كان كمن شهدها''

(رواہ ابوداؤد، كتاب الملاحم، باب الأمر والنهي حدیث ۴۳۴۸)

اس لئے دعوت وتبلیغ کے تمام ذمہ داروں کو اس ظالمانہ وسفاکانہ حرکت سے پوری طرح برأت کرنا اور ایسے ظالموں کو جماعت دعوت وتبلیغ سے علیحدہ کرنا اور اپنے کو ان سے اس وقت تک علیحدہ رکھنا دین وشریعت کا لازمی تقاضہ ہے جب تک کہ صدق دل سے وہ توبہ اور تلافی وتدارک کی قابلِ اطمینان صورت نہ اختیار کریں۔

آپ کے آباء واجداد تو ایسے نہ تھے

بنگلہ دیش کے مسلمانوں نے ہمیشہ اپنے علماء ومشائخ کی قدردانی کی اور ان کو سینہ سے لگایا ہے

اے بنگلہ دیش کے مسلمانو! بنگلہ دیش کی زمین اور اس کے خمیر میں علماء وطلباء کی محبت رکھی گئی ہے وہاں کی آب وہوا اور وہاں کی فضا نے ہمیشہ اپنے محسنوں اور نائبین رسول علماء ومشائخ کی قدر کی ہے، ان کو ہمیشہ اپنے سروں پر بٹھایا، سینہ سے لگایا اور آنکھوں سے سجایا ہے، کسی زمانہ میں ڈھاکہ کے نواب صاحب نے حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کو اپنے یہاں مدعو کیا تھا چنانچہ ڈھاکہ کے نواب صاحب اور اس سرزمین کے باشندوں نے حکیم الامت حضرت تھانویؒ سے خوب خوب استفادہ کیا، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی تشریف آوری سرزمین بنگلہ دیش میں بار بار ہوئی ہے اور ان کے فیوض وبرکات سے بنگلہ دیش کے باشندوں نے خوب فائدہ اٹھایا ہے، بنگلہ دیش کی تاریخ اور یہاں کی آب وہوا اور یہاں کی زمین کی تاثیر خبر دیتی ہے کہ بنگلہ دیش کے باشندوں نے ہمیشہ اپنے علماء وطلباء اور اولیاء ومشائخ کی قدردانی کی ہے، کیا آپ اپنی تاریخ بھول گئے اور اپنے آباء واجداد کے نقشِ قدم سے ہٹ گئے؟ آپ کے آباء واجداد تو ایسے نہ تھے۔

بنگلہ دیش کے اصحاب علم وفضل، علماء ومشائخ جنہوں نے اپنے اکابر سے فیض حاصل کیا اور پھر بنگلہ دیش کے باشندوں کو وہ فیض پہنچایا، انہی کے فیوض وبرکات اور بنگلہ دیش کے باشندوں کی قدردانی کا نتیجہ ہے کہ یہاں بڑے بڑے دینی مدارس قائم ہوئے، بڑی تعداد میں علماء وفضلاء اور حفاظ وقراء پیدا ہوئے، مسجدوں کے منبر ومحراب سے اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوئیں، کتنے بد دینوں کو ان کی بدولت دینی راہ ملی، ان مدارس کی برکت سے جہالت کی تاریکی دور ہوئی، کتنے خاندانوں میں کوئی حافظ وعالم اور جنازہ کی نماز پڑھانے والا نہ ملتا تھا، انہی علماء ومشائخ نے مدارس کا ایسا جال بچھایا کہ آج نکاح پڑھانے والے، امامت کرنے والے، جنازہ پڑھانے والے ہم کو آسانی سے ہر وقت میسر ہوجاتے ہیں، یہ ہمارے علماء ومشائخ اور اصحاب مدارس کی محنت کا نتیجہ اور ان کا فیض ہے جو ہم کو اور ہماری نسل کو اور باشندگانِ بنگلہ دیش کو پہنچ رہا ہے۔

یہی وہ ہمارے علماء ومشائخ ہیں جنہوں نے دعوت وتبلیغ کے کام کو بھی اس سرزمین تک پہنچایا اور اس میں ہمیشہ ہماری سرپرستی کی، جس کے نتائج وفوائد آج پورے ملک میں نظر آتے ہیں، بلاشبہ یہ علماء اور اصحاب مدارس ہم سب کے لئے بڑے ہی قابلِ قدر اور قابلِ شکر ہیں، ان کی قدر کرنا، ان کا شکر کرنا، ان سے محبت کرنا، ان کو سینہ سے لگانا ہمارا فریضہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "**من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ**" یعنی جس نے لوگوں کا شکر ادا نہیں کیا اس نے اللہ کا شکر ادا نہیں کیا۔

نہایت افسوس اور ناقدری کی بات

نہایت افسوس کی بات ہے کہ ہم نے اپنے ایسے محسنوں، اصحاب علم وفضل کی شان میں نازیبا حرکتیں کیں، ان کی ایسی توہین وتذلیل کی جو سب کی نگاہوں کے سامنے ہے، جس نے سارے عالم میں ہم کو اور ہمارے پورے ملک کو نگاہوں سے گرادیا، افسوس کل تک ہم جن کی قدر کرتے تھے، ان کو اپنے سروں پر بٹھاتے تھے سینہ سے لگاتے تھے، محبت بھری نگاہوں سے دیکھتے تھے، ان کی خدمت کو سعادت سمجھتے تھے، ان کے اشاروں پر مرمٹتے تھے، کل کی طرح وہ آج بھی ہمارے ہیں، اپنے ہیں، آپ کو اور آپ کی نسل کو دینی راہ دکھانے والے ہیں، نکاح ختنہ عقیقہ امامت جنازہ ہر موقع کی آپ کی دینی ضروریات کو ہمیشہ انہوں نے پورا کیا ہے، اور آئندہ بھی پورا کرنے والے ہیں، یہ محسن علماء اور اہل مدارس جس طرح کل تک آپ کے لئے قابل قدر آنکھوں کے تارے اور نبی کے وارث اور جانشین تھے اور ہم بھی ان کو وہی درجہ دیتے تھے آج بھی وہ وہی ہیں اور ہمارے اور ہماری اولاد کے بڑے محسن ہیں، خدارا ان کی قدر کرو، ان سے محبت سے پیش آؤ اور اپنے نبی کے فرمان کے مطابق ان کی تکریم وتعظیم کرو، ان کی طرف محبت سے دیکھنے کو بھی عبادت تصور کرو اور یقین کرلو کہ ان کی ناقدری کے وبال کے نتیجہ میں ان کا تو کچھ نہ بگڑے گا البتہ ہماری ذریت، اور آنے والی نسل علم دین سے محروم اور تباہ وبرباد ہوجائے گی، روس کی تاریخ سے ہم کو سبق لینا چاہئے کہ وہاں کے عوام نے جب اپنے علماء کی ناقدری کی اور ان کے ساتھ طرح طرح مظالم ڈھائے، قتل تک کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا وبال ان کو یہ دکھایا کہ سرزمین روس سے علم اٹھ گیا، علماء ناپید ہوگئے، کوئی نکاح اور جنازہ پڑھانے والا نہ رہا، ان کی ذریت اسلام سے ناآشنا ہوگئی، اور لوگ مرتد ہوگئے، اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

بنگلہ دیش کے مسلمانو! آنکھیں کھولو اور عقل وفہم سے کام لو!

اے بنگلہ دیش کے مسلمانو! بلاشبہ نفس کی شرارت اور شیطان کی شیطنت کے نتیجہ میں ہم وہ سب کچھ کر بیٹھے جو نہ کرنا چاہئے تھا، لیکن ابھی موقع ہے اللہ نے عقل دی ہے، فہم دیا ہے، قلب سلیم عطا فرمایا ہے آنکھیں کھولو، عقل وفہم سے کام لو، آخرت کو پیش نظر رکھو، اپنی اور اپنی ذریت کی فکر

کرو، اپنے قصور اور خطاؤں کا اعتراف کرو اور صدق دل سے ندامت کے ساتھ آنسو بہاتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو، جو کچھ بھی ظلم وزیادتیاں ہوگئیں اپنے قصور اور اپنی خطا کا آج احساس کرلو، اللہ تعالیٰ کی شان رحیمی وکریمی بہت وسیع ہے، وہ بہت درگزر کرنے والا اور معاف کرنے والا ہے، اس نے ننانوے قاتل کو بھی معاف کیا ہے، ایسا ممکن نہیں کہ آپ بارگاہِ خداوندی میں ندامت اور توبہ کے دو آنسو بہائیں اور اللہ کی رحمت آپ کی طرف متوجہ نہ ہو، اس لئے تنہائی میں بیٹھ کر اپنی غلطیوں اور زیادتیوں کو نگاہوں کے سامنے رکھتے ہوئے اور اس کے انجام بد پر نظر رکھتے ہوئے توبہ و استغفار میں تاخیر مت کرو، جلدی کرو اور وہ طریقہ اختیار کرو جس کو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اور جس کو قرآن پاک کی آیتوں اور مختلف حدیثوں میں بتلایا گیا ہے، آپ حضرات کے ساتھ خیر خواہی اور ہمدردی کے پیش نظر شریعت کی روشنی میں ایک لائحہ عمل اور تجاویز کی شکل میں کچھ ہدایات پیش کی جارہی ہیں اس کے مطابق عمل کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ خیر کے دروازہ کھلیں گے اور شر کے دروازے بند ہوں گے ،اور آپ سب پر انشاء اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں گی، اب چند تجاویز ملاحظہ ہوں:

مسائل کو حل کرنے اور اتحاد واتفاق قائم کرنے کے لئے چند تجاویز

اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کا طریقہ

(۱) سب سے پہلے تو ہر شخص اپنے کو خطاوار اور مجرم سمجھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور میں دو رکعت صلاۃ التوبہ پڑھ کر توبہ واستغفار کرے اور پورے خلوص اور تواضع کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرے:

(۱)''رَبَّنَا ظَلَمْنَا وَأَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ''

(۲)''لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْن ''

(۳)''رَبِّ أَوْزِعْنِىْ أَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِىْ أَنْعَمْتَ عَلَىَّ وَعَلٰى وَالِدَىَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَأَدْخِلْنِىْ بِرَحْمَتِكَ فِىْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ''

(۴)''اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ وَالْفِعْلِ وَالْهُدٰى وَالنِّيَّةِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٍ''

(۵)''اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنَا مَرَاشِدَ أُمُوْرِنَا وَأَعِذْنَا مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا''

(۶)''اَللّٰهُمَّ أَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلاً وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ ''

(۷)''اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمَيَّ عَلٰى صِرَاطِكَ الْمُسْتَقِيْم''

ان دعاؤں کو خوب گڑگڑا کر اپنے رب سے مانگیں اور بارگاہ خداوندی میں عرض کریں کہ یا اللہ بے شک ہم قصوروار ہیں، اپنے قصور اور اپنے جرم وظلم کا استحضار کرتے ہوئے خوب رو رو کر اللہ سے توبہ کریں اور عہد کریں کہ انشاء اللہ آئندہ اب کبھی بھی ایسی غلطی نہیں کریں گے۔

اپنے علماء ومشائخ سے معافی کا طریقہ

اپنے دل سے اس خیال فاسد اور بدگمانی کو دور کردیں کہ ہمارے اس ملک کے اور ہمارے علاقہ کے علماء ومشائخ اور اہل مدارس واصحاب علم وفضل ہمارے بدخواہ ہیں یہ ہمارا برا چاہتے ہیں، یا ہم اور وہ الگ الگ ہیں، ہرگز نہیں بلکہ ہم سب ایک ہیں، اور یہ یقین رکھئے کہ ہمارے علماء

ومشائخ نے ہمیشہ ہمارے ساتھ خیر خواہی اور ہماری دینی رہنمائی کی ہے، نیز ہماری ذریت اور نسل کی دینی تعلیم کی بھی فکر کی ہے، اس کے لئے مدارس قائم کئے، ختنہ، عقیقہ، نکاح، جنازہ، خوشی وغمی ہر موقع پر یہ علماء ومشائخ ہی ہماری دینی ضرورتوں کو پورا کرتے آئے ہیں، بلاشبہ وہ ہمارے رہبر ومحسن اور ہمدرد وخیر خواہ ہیں، آئندہ بھی ہم ان کی دینی خدمات سے مستغنی اور بے نیاز نہیں ہوسکتے، ہم اپنی دینی زندگی میں اور اپنی ذریت کے لئے بھی ہمیشہ ان کے محتاج ہیں، اسی تصور واستحضار کے ساتھ ہم کو ان کے ساتھ روابط رکھنا چاہئے، اور ہمیشہ ان کے ساتھ عقیدت ومحبت کا برتاؤ کرنا چاہئے، نفس اور شیطان کی شرارت سے اگر ہم کوئی اقدام کر بیٹھے ہیں تو ہم اپنے کو قصوروار سمجھتے ہوئے ان سے ملاقات کر کے معافی مانگنے میں بالکل عار محسوس نہ کریں، اگر ان کا دل دکھایا ہے تو اب دل خوش کر دیجئے، آنسو بہائے ہیں تو اب آنسو پوچھئے، زخم لگایا ہے تو زخم کو بھرنے کی کوشش کیجئے، تکلیف پہنچائی ہے تو اب راحت پہنچانے کی فکر کیجئے، اختلاف کیا ہے تو اب اتحاد قائم کیجئے، نفرت کی ہے تو اب محبت کیجئے، ذلیل کیا ہے تو اب عزت دیجئے، بدنام کیا ہے تو اب نیک نام کیجئے، ان سے دور ہوئے ہیں تو اب قریب ہو کر ان کو سینہ سے لگائیے، اور صاف صاف کہہ دیجئے کہ واقعی ہم ظالم اور قصوروار ہیں اور آپ کے احسان مند اور آپ سے معافی کے خواستگار ہیں، خدارا آپ ہم کو معاف کر دیجئے، ورنہ ہمارا دین ودنیا دونوں برباد ہو جائے گا، ہم اور ہماری آنے والی نسل بھی تباہ ہو جائے گی۔

اپنے علماء ومشائخ اور اصحاب مدارس کی طرف سے اپنے دل کو صاف کر لیجئے!

اس خیال فاسد کو بھی دل سے نکال دیجئے اور اس بدگمانی کو بھی دور کر لیجئے کہ ہمارے علماء ومشائخ اور اہل مدارس دعوت وتبلیغ یا مرکز نظام الدین اور وہاں کے بڑے ذمہ داروں سے بے تعلق اور متنفر ہیں، حاشا وکلا، بلکہ وہ تو ہمیشہ سے دعوت وتبلیغ سے اور مرکز نظام الدین سے جڑے رہے ہیں اور ان علماء ومشائخ ہی نے اپنے عوام کو دعوت وتبلیغ سے جوڑنے کا فریضہ انجام دیا ہے، انہوں نے ہمیشہ اپنے کو مرکز نظام الدین سے مربوط رکھا، چنانچہ ان علماء ومشائخ کی آمد ورفت کا سلسلہ برابر قائم رہا، ان علماء کو نہ دعوت وتبلیغ سے اور نہ ہی مرکز نظام الدین اور نہ وہاں کے ذمہ داروں مثلاً مولانا محمد سعد صاحب سے کوئی ضد ہے نہ عناد، نہ بغض نہ نفرت، سابقہ حالات اور ہمیشہ کا برتاؤ اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ ہمارے علماء کے مرکز نظام الدین سے ہمیشہ خوشگوار تعلقات رہے اور عقیدت ومحبت کے روابط رہے۔

البتہ درمیان میں کچھ ایسے ناخوشگوار حالات وواقعات سامنے آئے کہ مرکز کے ذمہ دار مولانا محمد سعد صاحب کے بیانات میں اس قسم کی باتیں سامنے آئیں جن پر علماء حق کو سخت اعتراض تھا، اکابر علمائے ہند اور مرکزی دارالافتاء نے اس کی تصدیق کر دی، اس کی وجہ سے علماء بنگلہ دیش بھی فکر مند ہوئے کہ ہمارے عوام کو بھی کہیں یہ غلط باتیں نہ پہنچ جائیں، اس موقع پر بھی انہوں نے اپنے عوام کے ساتھ بڑی خیر خواہی اور ہمدردی پیش نظر رکھی، الغرض ان حالات کی وجہ سے علماء بنگلہ دیش نے اپنے عوام کی خیر خواہی اور صحیح رہبری کے خاطر فکر مندی کا ثبوت دیا اور اس سلسلہ میں اپنے اکابر اور علمی شخصیات نیز مرکزی اداروں اور دارالافتاء کی طرف رجوع کیا اور اس مقصد کے خاطر مستقل سفر کر کے ان سے عرض کیا کہ اگر آپ حضرات ان باتوں سے مطمئن ہیں تو ہم بھی مولانا سعد صاحب کے بیانات سے مطمئن ہیں، اور اگر آپ حضرات مطمئن نہیں ہیں تو ہم بھی اپنے عوام کی دینی حفاظت کے خاطر اس وقت تک احتیاط کریں گے جب تک حالات قابل اطمینان نہ ہو جائیں، اس مقصد کے خاطر علماء بنگلہ دیش کے وفد نے مرکز نظام الدین اور دارالعلوم دیوبند کا کئی مرتبہ سفر کیا کہ ہمارے علماء محققین اور مرکزی دارالافتاء مولانا سعد صاحب کی بیان کردہ باتوں کی طرف سے مطمئن ہو جائیں تو ہم بھی حسب سابق مولانا سعد صاحب کو پوری عزت واحترام کے ساتھ اپنے بنگلہ دیش کی زمین میں ان کے فیض کو عام کریں گے۔

لیکن افسوس کہ مولانا سعد صاحب نے جس نوع کی بھی جتنی غلطیاں اپنے بیانات میں کی تھیں، جن پر علماء محققین نے ان کی گرفت کی تھی

اوران کے بیانات کے واسطے سے عوام الناس کو غلط پیغام پہنچ رہا تھا، مولانا سعد صاحب اس نوع کی تمام قابل اعتراض باتوں کی طرف سے اکابر علماء اور ارباب افتاء کو مطمئن نہ کر سکے، اور نہ ہی تواضع اختیار کرتے ہوئے مجمع کثیر کے سامنے ان باتوں سے برأت ورجوع کا اعلان کر سکے جیسا کہ ان غلط باتوں کو لاکھوں کے مجمع کے سامنے بیان کیا تھا، بلکہ ان کے حواریین کی طرف سے مزید ان کی حمایت میں دلائل ومراجع پیش کئے گئے، جس کی وجہ سے اکابر علمائے دیوبند ان کی طرف سے مطمئن نہ ہو سکے اور ان کے مطمئن نہ ہو سکنے کی وجہ سے علماء بنگلہ دیش بھی مطمئن نہ ہوئے، اس نوع کی علمی غلطیوں کا تعلق اکابر علماء واصحاب افتاء سے ہے، عوام الناس کے اندر ہرگز اتنی صلاحیت نہیں کہ وہ ان حقائق ودقائق کو سمجھ سکیں، اس لئے ان کو ان باتوں میں دخل دینا بھی ان کی شایان شان نہیں۔ ان کو تو اپنے ان معتمد علماء واصحاب افتاء ہی پر اعتماد کرنا چاہئے جن سے ان کا سابقہ پڑتا رہتا ہے کیونکہ وہ شرعاً اسی کے مکلّف ہیں۔

حضرت مولانا محمد سعد صاحب کی جن باتوں پر علماء کو اعتراض ہے اور ان کی بیان کردہ جن باتوں کو علماء مسلک اہل حق کے خلاف سمجھتے ہیں ان میں صرف آپ کے علمائے بنگلہ دیش ہی نہیں ہیں بلکہ علماء پاکستان، علماء ہند نے بھی دلائل کی روشنی میں پوری وضاحت وصراحت سے ان کی باتوں کو غلط کہا ہے، دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء کا فتویٰ تو ہے ہی، اس کے علاوہ بہت سے قاسمی ومظاہری علماء، جامعہ قاسمیہ شاہی مرادآباد، جامعہ عربیہ ہتھورا باندہ نے بھی ان کی اس نوع کی باتوں کو غلط کہا ہے۔

یہ وجہ تھی علمائے بنگلہ دیش کے مولانا سعد صاحب کو نہ بلانے کی کہ وہ اپنے عوام الناس کی صحیح رہبری ورہنمائی کرنا چاہتے تھے اور قابل اعتراض باتوں سے اپنے عوام کی حفاظت چاہتے تھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے یہاں علماء سے بھی ان کے عوام کی بابت باز پرس ہوگی اس لئے وہ ایسا کرنے کے شرعاً مکلّف تھے، ان علماء بنگلہ دیش اور اصحاب مدارس کو نہ مولانا سعد صاحب سے ضد اور بغض وعناد ہے نہ مرکز نظام الدین سے دوری اور شکایت ہے، الحمدللہ آپ کے علمائے بنگلہ دیش سبھی تبلیغی جماعت کے حامی ہیں، اور مرکز نظام الدین نیز مولانا سعد صاحب کو بھی اپنا سمجھتے تھے اور آج بھی سمجھتے ہیں، ان کے دلوں میں مرکز اور مولانا سعد صاحب کی طرف سے نہ مخالفت کا جذبہ ہے اور نہ بغض وعناد کا، البتہ شرعی نقطہ نظر سے وہ جس بات کے مکلّف تھے اپنی صواب دید کے مطابق ایک دینی فریضہ سمجھ کر اپنے عوام کے ساتھ "الدین النصیحة" کے تحت وہ کام کیا جس کو انہوں نے بہتر سمجھا۔

آپ حضرات مولانا محمد سعد صاحب کے لئے دعا کیجئے، اکابر علماء جب ان کی طرف سے مطمئن ہو جائیں گے تو علمائے بنگلہ دیش بھی مرکز نظام الدین کے اکابر حضرت مولانا محمد سعد صاحب کو انشاء اللہ پورے اکرام ومحبت کے ساتھ بلائیں گے، سینہ سے لگائیں گے اور ان کے بیانات کے ذریعہ عوام کو دینی فیض بھی پہنچائیں گے۔

توبہ وتلافی کا دروازہ کھلا ہوا ہے

بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ صحابیٔ رسول حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے کچھ خطا ہوگئی تھی تو حضور پاک کی خدمت میں حاضر ہو کر انہوں نے نہایت شرمندگی کے ساتھ اپنے آپ کو ایک کھمبے میں باندھ دیا کہ ہم اپنے خطا پر بڑے نادم اور صدق دل سے توبہ کرتے ہیں، اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اپنے دست مبارک سے ہم کو کھولیں۔ (درمنثور تحت آیت لاتخونوا اللہ والرسول سورہ أنفال پارہ ۹، تاریخ مدینہ ص ۳۶)

جب دل میں ندامت اور واقعی اپنی غلطی کا احساس ہوتا ہے تو سب کچھ آسان ہوتا ہے، ہم کو بھی چاہئے کہ اپنے وہ اکابر و مشائخ اور اصحاب مدارس علماء وطلباء جن کی شان میں ہم سے گستاخیاں اور زیادتیاں ہوئی ہیں ان کی خدمت میں جا کر اپنے کو پیش کر دیں اور عاجزانہ گذارش کر دیں کہ خدارا ہمیں معاف کر دیجئے، خدارا ہمارے قصور کو معاف کر دیجئے، ہم پر اور ہماری اولاد اور ہماری نسلوں پر آپ سب کے بڑے احسانات ہیں اور آئندہ بھی ہم آپ کے احسانات کے محتاج ہیں، ہم آپ سے صدق دل سے معافی مانگتے اور آپ کو اپنا ہمدرد و خیر خواہ اور دینی رہبر سمجھتے ہیں، ہم اب بھی آپ کی خیر خواہی اور دینی رہنمائی سے مستغنی نہیں ہو سکتے، ختنہ، عقیقہ، نکاح، جنازہ وغیرہ جیسی ہماری دینی ضروریات انھیں علماء سے وابستہ ہیں، جن سے ہمارا سابقہ پڑتا ہے، اس نوع کی ساری ضروریات تو آپ ہی حضرات کے ذریعہ پوری ہوں گی، آپ ہمارے قصوروں کو معاف کر دیں، ہم انشاء اللہ آپ سے محبت کے حقوق بھی ادا کریں گے اور آپ کی اطاعت بھی کریں گے، آپ ہمارے محسن ومخدوم اور متبوع ہیں ہم آپ کے احسان مند اور آپ کے خادم و تابع ہیں ، خدارا آپ ہم کو معاف کیجئے اور ہم کو اپنے ساتھ رکھئے اور ہماری خدمات کو قبول کر لیجئے ہم اپنے کئے پر بہت ہی نادم اور شرمندہ ہیں۔

علمائے بنگلہ دیش سے گذارش

ہم اپنے علمائے بنگلہ دیش سے عاجزانہ گذارش کرتے ہیں کہ یہ آپ کے عوام آپ ہی کے ہیں آپ نے برسہا برس ان پر اور ان کی اولاد و ذریت پر محنت کی ہے ان کی نسلوں تک علم دین پہنچانے اور دینی حفاظت کے لئے مدارس قائم کئے، آپ ان کی امامت، نکاح، جنازہ وغیرہ کی دینی ضرورتیں پوری کرتے ہیں، بلاشبہ ان سے غلطیاں و کوتاہیاں و زیادتیاں ہوئی ہیں لیکن وہ اپنے کئے پر نادم و شرمندہ ہیں ہم ان کی طرف سے سفارش کرتے ہیں کہ جب وہ صدق دل سے معافی مانگ رہے ہیں اور آپ کا دل بھی گواہی دے رہا ہے کہ واقعی وہ اپنے کئے پر پشیماں اور شرمندہ ہیں تو آپ ان کو معاف فرما دیجئے اور ان کو اپنا بنا لیجئے ورنہ ان کا دین و دنیا سب تباہ ہو جائے گا۔

نافرمان بیٹا اگر باپ کی شان میں گستاخی کرتا ہے اور پھر نادم و شرمندہ ہو کر مچل کر معافی مانگتا اور اطاعت و فرماں برداری کا عہد کرتا ہے تو باپ کا دل نرم پڑ جاتا ہے دونوں کے آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں اور مشفق باپ اس کو اپنے سینہ سے لگا لیتا ہے، علمائے کرام تو نبی کے وارث اور جانشین ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں تمہارے لئے بمنزلۂ مشفق باپ کے ہوں، "إنما أنا لكم مثل الوالد لولده أعلمكم" الخ (مشکوٰۃ شریف ص ۸) تو علماء بھی اپنے عوام کے لئے بمنزلۂ باپ ہی کے ہیں، اگر عوام نادم و شرمندہ ہو کر اپنی نافرمانی اور اپنے ظلم و جرم کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کے حضور میں حاضر ہو کر معافی کے خواستگار ہیں تو آپ ان کو معاف کر دیجئے، اور ان کے ساتھ پہلے جیسی شفقت و ہمدردی کا برتاؤ جاری رکھئے، انشاء اللہ آئندہ وہ ہر موقع پر آپ کے تابع اور خادم بن کر رہیں گے اور آپ کی مان کر چلیں گے اور آپ کی ہدایات پر عمل بھی کریں گے، اور آئندہ کبھی ایسی غلطی نہ کریں گے، انشاء اللہ۔

حکومت بنگلہ دیش سے درخواست

ہم حکومت بنگلہ دیش سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اکابر علماء و مشائخ اور ان کے عوام، اصحاب تبلیغ و اصحاب مدارس کے درمیان صلح و صفائی اور اتحاد و اتفاق قائم کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنے میں دریغ نہ فرمائیں بلکہ اس اہم کام کو ضروری اور دینی فریضہ سمجھ کر جلد از جلد ان میں مصالحت کرا دیں، اپنے ملک کے علماء کرام کے حالات سے آپ بخوبی واقف ہیں، ان کے علمی و عملی کردار اور ان کی دینی خدمات نیز ان کا مرتبہ و

مقام آپ کے سامنے ہے، ان کی عزت اوران کے وقار کو برقرار رکھتے ہوئے انہی کے مشورہ سے لائحہ عمل تیار کرا کران میں باہم صلح کرادیں، آپ کا یہ عمل انشاءاللہ عنداللہ صوم وصلاۃ حج وعمرہ سے بھی بڑھ کر سمجھا جائے گا، آپ کوشش فرمائیں کہ علماء ومشائخ کی دینی خدمتوں اور کاوشوں سے امت محروم نہ ہو، اوران میں باہم ربط ومحبت باقی رہے۔

ایک حدیث پاک میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے ارشاد فرمایا: کہ کیا میں تم کو ایسا عمل نہ بتاؤں جو رتبہ اور ثواب میں نماز روزہ اور صدقہ سے بھی بڑھ کر ہو؟ صحابہ نے عرض کیا ضرور بتلایئے یا رسول اللہ! آپ نے ارشاد فرمایا: اصلاح ذات البین یعنی لوگوں کا اختلاف ختم کرا کر باہم صلح کرادینا

” قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا أخبركم بأفضل من درجة الصيام والصدقة والصلاة؟ قال قلنا بلىٰ ، قال: إصلاح ذات البين “ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۲۸)

اللہ تعالیٰ نے آپ حضرات کو جو حکومت اور صلاحیت عطا فرمائی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے اس نعمت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ اپنی نگرانی میں اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرتے ہوئے ان میں باہم صلح کرا کر آخرت کا اجر عظیم حاصل کر سکتے ہیں اوراس دنیا میں بھی سیاسی اور حکومتی سطح پر یہ امر انشاءاللہ آپ حضرات کے لئے ہر لحاظ سے مفید ثابت ہوگا۔

بلاشبہ تبلیغی جماعت کا اہم اور مفید کام ایسا ہے جس کی برکتوں سے سارے عالم میں امن وامان اور سلامتی قائم ہوتی ہے، اتحاد واتفاق کی راہ ہموار ہوتی ہے، اس کام میں پابندی لگانے کے بجائے اس کی اصلاح اوراس کو مفید بنانے کی کوشش فرمائیں، تاکہ ملک میں امن وامان قائم ہو اور اتحاد واتفاق کی راہ ہموار ہو، چھوٹے اپنے بڑوں کی تکریم وتعظیم کریں، عوام اپنے علماء سے ربط رکھ کر ان کی تکریم وتعظیم اوراطاعت کریں، اللہ تعالیٰ حکومت بنگلہ دیش اوراس کے کارکنان کو ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھے، اور ہر طرح کی عزت وترقی اور کامیابی نصیب فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

محمد زید مظاہری ندوی
استاذ حدیث وفقہ
دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
۲۸ ربیع الاول ۱۴۴۰ھ